

## اسلام کے سفیر

مولانا محمد یوسف اصلاحی<sup>o</sup>

اس تحریر میں خطاب صرف آسٹریلیا کے مسلمانوں سے نہیں بلکہ بیرون ملک مقیم تمام مسلمانوں سے ہے۔ اس لیے ہمارے قارئین کو چاہیے کہ بیرون ملک مقیم اپنے اعزہ و احباب تک اپنے ذرائع سے اس موثر تحریر کو پہنچانے کا اہتمام کریں۔ دوسری طرف اس کا مخاطب ہمارا ہر قاری اور ہم سب بھی ہیں کہ اپنے اپنے دائرے میں ہم اسلام کے نمائندے ہیں اور اس کے کچھ تقاضے ہیں۔ (ادارہ)

بلاشبہ منصوبے زمین پر بھی بنتے ہیں اور ہمیشہ سے انسان زمین پر اپنے لیے منصوبے بناتا رہا ہے، مگر قضا و قدر کے منصوبے آسمان پر بنتے ہیں، اور نافذ وہی منصوبے ہوتے ہیں جو قضا و قدر کے آسانی منصوبے ہوتے ہیں۔ آسٹریلیا میں رہنے والے مسلمانوں کو یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ وہ خود بخود تلاش روزگار میں اس سرزمین کی طرف نکل آئے۔ روزی اللہ کے قبضے میں ہے اور بندہ جب تک زمین پر زندہ چل پھر رہا ہے اس کی روزی اللہ اس تک پہنچائے گا۔ اس کو موت اسی وقت آئے گی جب وہ اپنے نصیب اور حصے کی روزی پوری کر لے گا۔

آسٹریلیا میں آکر بسنے والے مسلمانوں کی مثال ایسی نہیں ہے کہ آندھی چلی اور اس نے کچھ دانے اپنے جھونکے سے اٹھائے اور یہاں کے میدانوں، صحراؤں، دریاؤں اور پہاڑوں میں لا کر بکھیر دیے۔ بلکہ اللہ نے اپنے منصوبے کے تحت ہندستان، پاکستان اور دوسرے ملکوں سے اپنے منتخب کردہ دانے ان ملکوں سے اٹھائے اور اپنے اس منصوبے کے تحت یہاں کی زمین

---

o مدیر، ماہنامہ ذکر، جدید، نئی دہلی، بھارت

میں لاکر اس کی باقاعدہ کاشت کی ہے۔ اب وہ چاہتا ہے کہ اس کی بوٹی ہوئی یہ فصل لہلہائے اور برگ و بار لائے۔ یہ مسلمان انھیں اور یہاں کے رہنے والوں کو اس دعوت اور اس پیغام سے آشنا کر کے ان کو اللہ کی مرضی کے مطابق جینے کا سلیقہ سکھائیں، اور ان تک وہ امانت پہنچائیں جس کے امین بن کر وہ اس ملک میں آکر بسے ہیں۔

اس ملک کے رہنے، بسنے والوں کا ان آنے والوں پر یہ حق ہے کہ وہ ان کو جہنم کی آگ سے بچائیں۔ خدا کی مرضی اور خدا کا دین ان تک پہنچائیں اور ان تک اللہ کے آخری رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان کی نجات کے لیے آئے ہیں۔ انسانی نیت کو پہنچایا ہے جو ہمیشہ سے خدا کی طرف سے مبعوث کیے جانے والے رسول پہنچاتے رہے ہیں۔ اور اب روئے زمین پر اسلام ہی خدا کا ایک مستند، محفوظ، مکمل اور آخری نجات بخشنے والا دین ہے۔

اس ملک میں جو مسلمان آکر بسے ہیں اور یہاں کے وسائل سے فائدہ اٹھا رہے ہیں ان کا فرض ہے کہ وہ اس ملک کو جہالت اور جاہلیت (دین اور ہدایت سے دوری جاہلیت ہے) سے نکالیں، ان کو قرآن اور سیرت رسولؐ سے واقف کرائیں۔ یہ اس ملک میں اسلام کے نمائندے، اسلام کے سفیر اور اسلام کے ترجمان ہیں۔ اللہ نے انھیں اپنے ملک کے اس حصے میں اس لیے لاکر بسایا ہے کہ یہ اپنی گفتگوؤں، تقریروں اور تحریروں کے ذریعے ان تک اللہ کا دین پہنچائیں۔ نہ صرف قول سے بلکہ اپنی عملی زندگی سے اسلام کے نمائندے بن کر ان کے سامنے آئیں اور اپنی دیانت و امانت، اپنے اخلاق و برتاؤ اور اپنے معاملات و سلوک سے ان کو بتائیں کہ خدا کا دین روئے زمین پر کس طرح کے بندے پسند کرتا ہے، اور اس کے مطلوب اور محبوب بندے کیسے ہوتے ہیں۔ ان کی عملی زندگیاں شہادت دیں کہ جو دین ان مسافروں اور اسلام کے ان سفیروں کے پاس ہے وہ اس لیے بھی حق ہے کہ وہ ان جیسے انسان پیدا کرتا ہے جو دنیا والوں کے لیے رحمت ہوتے ہیں، جو قول کے سچے، وعدے کے پکے، فرائض کے پابند، انسانوں کے حق میں ہمدرد و غم گسار اور انسانی شرافت کے پیکر ہوتے ہیں۔ دین حق کو ماننے والے صرف دعوے کرنے والے نہیں۔

حقیقت میں ماننے والے لوگ وہ ہوتے ہیں جو اپنے دین کے حق ہونے پر دلیل اور شہادت ہوتے ہیں۔ اپنی پرکشش اور مثالی زندگی کو پیش کر کے وہ یہ باور کرائیں کہ یہ زندگی ان کا کارنامہ نہیں بلکہ اس دین حق کی دین ہے جسے انھوں نے اپنا یا ہے۔ جیسا کہ اللہ کے ایک محبوب اور مبعوث بندے نے اپنے جیل کے ساتھیوں کے سامنے اسلام کی دعوت پیش کرتے ہوئے کہا تھا:

(جب جیل میں خدا کے دو بندے ان سے خواب کی تعبیر پوچھنے آئے تھے اور یوسف علیہ السلام کی پاکیزہ اور مثالی زندگی دیکھ کر ان سے کہنے لگے: اِنَّا نَزَكَمِنَ الْمُحْسِنِينَ ۝ (یوسف ۱۲: ۳۶) ’ہم آپ کو نہایت پاکیزہ اور حسین زندگی والا دیکھ رہے ہیں‘) میری زندگی میں جو حسن و جمال اور جو کشش اور رعنائی تمہیں نظر آرہی ہے وہ میرا کمال نہیں ہے۔ وہ اس ہدایت اور علم کا نتیجہ ہے جو خدا نے مجھے عطا فرمایا ہے: ذَلِكُمْ مِمَّا عَلَّمَنِي رَبِّي ۝ (یوسف ۱۲: ۳۷) ’یہ (جو پاکیزہ زندگی تم دیکھ رہے ہو) یہ اس علم و ہدایت کی بدولت ہے جو میرے رب نے مجھے سکھائی ہے‘۔ اس کے بعد آپ نے اپنی بات پوری کرتے ہوئے فرمایا:

اِنِّي تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَهُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ كٰفِرُونَ ۝ وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَائِي  
 مَنِ اٰبُرْهِمِمْ وَاسْحَقَ وَيَعْقُوبَ مَا كَانَ لَنَا اَنْ نُّشْرِكَ بِاللَّهِ مِنْ شَيْءٍ ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ  
 اللّٰهِ عَلَيْنَا وَ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ۝ (یوسف ۱۲: ۳۸-۳۷)

اور میں پابند اور توجہ ہوں اس دین کا جو میرے باپ دادا ابراہیم، اسحاق اور یعقوب کا دین ہے، ہمارے لیے یہ ہرگز زیبا نہیں کہ اللہ کے ساتھ کسی کو بھی شریک کریں۔ ہم پر اور تمام انسانوں پر یہ اللہ کا خاص فضل ہے لیکن اکثر انسان خدا کے ناشکرے ہیں۔

بلاشبہ آپ اپنے ارادے سے روزگار کی تلاش میں یہاں پہنچے ہیں لیکن اللہ نے اپنے منصوبے کے تحت آپ کو ایک خاص مشن پر یہاں بھیجا ہے، اور اس توقع پر بھیجا ہے کہ آپ یہاں اسلام کے نمائندے اور سفیر بن کر رہیں گے۔ اپنے وجود اور اپنی پرکشش اسلامی زندگی سے اسلام کے لیے راہ ہموار کریں گے۔ آپ کو دیکھ کر، آپ کو سن کر اور آپ کو برت کر لوگ جب آپ کی طرف رغبت محسوس کریں تو آپ بجا طور پر انھیں یہ جواب دیں کہ یہ جو کچھ آپ دیکھ رہے ہیں یہ اس دین کی برکات اور ثمرات ہیں جسے ہم نے اپنا رکھا ہے، اور یہ صرف ہمارا ہی دین نہیں ہے بلکہ

یہی آپ کے باپ دادا کا بھی دین ہے۔۔۔ اس لیے کہ تمام انبیاء اسلام ہی کی دعوت لے کر دنیا میں آئے اور سب نے ایک ہی پیغام دیا کہ انسانو! اللہ کی بندگی کرو اور خدا کو چھوڑ کر ان باطل معبودوں کی پرستش نہ کرو جو تم نے گھڑ رکھے ہیں، اور جن کے لیے تمہارے پاس کوئی علمی اور نقلی دلیل ہرگز نہیں ہے۔

خدا انخواستہ آپ کی زندگیوں نے انہیں اسلام کی طرف راغب اور متوجہ کرنے کے بجائے اسلام سے متنفر کیا، اور آپ نے اپنی عملی زندگی سے اسلام کی راہ روکی اور آپ کو دیکھ کر، آپ کے اعمال و معاملات کو دیکھ کر اگر وہ اسلام کی طرف متوجہ ہونے کے بجائے اسلام سے اور دور ہونے لگے، تو یہ آپ کے لیے زندگی کا سب سے بڑا سانحہ ہوگا۔ آپ تنہائی میں دھاڑیں مار مار کر رومیوں کے پروردگار اس عذاب سے ہمیں بچا کہ ہم تیری راہ میں پیٹھ کر اور تیرے دین کے نمائندے ہو کر تیرے دین سے لوگوں کو روکنے اور متنفر کرنے کا سبب بن رہے ہیں۔ ہماری زندگیوں لوگوں کے لیے اسلام کی راہ ہموار کرنے، اسلام کی طرف راغب ہونے اور اسلام سے مشرف ہونے کے بجائے اسلام کی راہ روکنے اور اسلام سے دُور ہونے کا ذریعہ بن رہی ہیں۔ خدایا! ہمیں اس صورت حال سے نکال اور ہمیں توفیق دے کہ ہم اپنے قول و عمل سے تیرے دین کی طرف لوگوں کو راغب کر سکیں، تیرے دین کی راہیں لوگوں کے لیے کھول سکیں اور ہمیں اسلاف کی وہ پرکشش زندگیاں اختیار کرنے کی توفیق دے کہ لوگ جوق در جوق تیرے دین کی طرف آئیں۔

میں آپ کو یہ تنبیہ کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ ہمیشہ اپنے ازلی دشمن شیطان سے ہوشیار رہیں، اس تباہ کن وسوسے سے اپنے قلوب کو محفوظ رکھنے کی شعوری کوشش کریں۔ شیطان آپ کے دل میں یہ وسوسہ پیدا کر سکتا ہے کہ تم تو یہاں اپنے معاشی مستقبل کو درست کرنے آئے ہو، اپنے اہل و عیال کے لیے خوش حال زندگی گزارنے کا سامان مہیا کرنے آئے ہو۔ ایسا نہ ہو کہ تمہاری دینی سرگرمیاں اور دعوتی کوششیں دیکھ کر اس ملک کے لوگ تمہیں برداشت نہ کر سکیں اور تم کسی آزمائش میں مبتلا ہو جاؤ!

یہ شیطانی وسوسہ اگر لائق ہو تو یہ تمہیں تباہ کر کے رکھ دے گا۔ خوب یاد رکھو کہ یہ زمین اللہ کی ہے، یہ آسمان اللہ کا ہے، یہاں کے سارے وسائل اور تمام تر نعمتیں اللہ کی ہیں۔ کوئی دوسرا

مالک اس کائنات میں نہیں ہے۔ یہاں صرف اسی ایک کا اختیار اور اقتدار ہے اور صرف ایک ہی مالک و آقا ہے۔ سب اس کے محتاج اور بے اختیار بندے ہیں۔ اللہ کا وعدہ ہے کہ اگر تم پیغامِ حق پہنچاتے رہے تو اللہ لوگوں کے شر سے تمہاری حفاظت فرمائے گا۔ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ (المائدہ: ۶۷) ”اور اللہ تمہیں لوگوں (کے شر) سے محفوظ رکھے گا۔“

حکیمانہ تبلیغ کا ایک نمونہ

حضرت موسیٰؑ کی قوم نے جب آپؑ سے شکوہ کیا اور اپنی مظلومیت اور بے بسی کی شکایت کی تو انہوں نے اپنی مظلوم، بے بس اور خستہ حال امت کو خطاب کرتے ہوئے چار ہدایتیں دیں۔ حضرت موسیٰؑ علیہ السلام نے اپنی قوم سے خطاب فرمایا:

۱- اسْتَعِينُوا بِاللّٰهِ (الاعراف: ۷: ۲۸) ”اللہ سے مدد طلب کرو۔“

دینے والا صرف اللہ ہے، کسی اور کے قبضے میں کچھ نہیں ہے۔ جو کچھ تمہیں ملا ہے اللہ ہی نے دیا ہے، اور جو کچھ تمہیں ملے گا اللہ ہی سے ملے گا۔ اللہ کو چھوڑ کر تم اگر بندوں کی طرف متوجہ ہوئے تو ان بندوں کے پاس تمہیں دینے کے لیے کچھ نہیں ہے۔ یہ تو خود خدا کے محتاج ہیں۔ خدا سے رشتہ مضبوط کرو، اسی سے مانگو، وہی مدد کرنے والا ہے اور اسی کی مدد سے تم عزت و عظمت کی زندگی پاسکتے ہو، اگر وہ تمہیں چھوڑ دے، اگر وہ تمہاری پروا نہ کرے تو تم نہ کہیں اور سے روزی پاسکتے ہو نہ عزت و عظمت۔ سب کچھ اسی کے قبضے میں ہے، بس اسی سے رشتہ جوڑو اور اسی سے مانگو۔ اس سے مانگنے والا کبھی مایوس نہیں ہوتا۔ اللہ کا ارشاد ہے:

قُلْ مَا يَغْتَبُ بَكُمۡ رَبِّيۡ لَوْلَا دُعَاؤُكُمْ (الفرقان ۲۵: ۷۷) اے رسول! ان کو بتا دیجیے

کہ تمہارے رب کو تمہاری کیا پروا ہے اگر تم اس کو نہ پکارو۔

تمہارا رشتہ تو اس وقت تک رہے گا جب تک تم اس کو پکارنے والے اور اس کی ہدایت کے مطابق زندگی گزارنے والے بن کر رہو گے۔ اگر تم نے اس کو پکارنا چھوڑ دیا، اس سے رشتہ توڑ لیا تو پھر اس کو تمہاری کیا پروا ہے کہ تم ذلت اور مسکنت کے کس کھڈ میں گرتے ہو۔ اگر عزت کی زندگی اور اللہ کی نوازشیں چاہتے ہو تو اسے برابر پکارتے رہو، اسی کی زندگی کرو، اور اسی سے مدد طلب کرو۔ اس نے تمہیں یہ زندگی عطا کی ہے اور وہی اس زندگی کو کامیاب اور باعزت گزارنے

کے وسائل بھی دینے والا ہے۔ لوگوں سے لونہ لگاؤ۔ کسی کے اختیار میں کچھ نہیں ہے۔ اس زمین پر وہی کچھ ہوتا ہے جو خدا چاہتا ہے۔ یہاں کے اسباب و وسائل بھی اس کے قبضے و اختیار میں ہیں اور عزت و ذلت بھی اسی کے قبضے میں ہے، اسے چھوڑ کر تم کہیں سے کچھ نہیں پاسکتے۔ تُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ (الاعراف: ۳: ۲۶) ”وہی ہے جس کو چاہتا ہے عزت و عروج دیتا ہے اور وہی ہے جس کو چاہتا ہے ذلت اور زوال دیتا ہے۔“

۲- وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ (الاعراف: ۱۲۸) ”اور صبر اختیار کرو۔“

دوسری ہدایت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو یہ دی کہ صبر اختیار کرو۔ اگر کوئی قوم تم پر مسلط ہے اور تم محکوم ہو تو دل چھوٹا نہ کرو، بلکہ صبر کرو۔

صبر میں دو باتیں ہیں:

○ نخل سے کام لو، برداشت کرو۔ اشتغال میں نہ آؤ۔ تم ایسا کام ہرگز نہ کرو جو اس دین کے شایان شان نہ ہو جس دین سے اللہ نے تمہیں سرفراز فرمایا ہے۔ اپنے اور اپنے دین کے وقار کو ہمیشہ پیش نظر رکھو، حلم اور بردباری سے کام لو اور اللہ پر بھروسہ کرو، وہ تمہیں ہرگز ضائع نہیں کرے گا۔

○ صبر کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ اپنے دین پر اور زیادہ مضبوطی کے ساتھ جم جاؤ۔ اپنی دینی شناخت کی قدر و قیمت سمجھو اور اپنے اصولوں اور دین کے احکام پر اور زیادہ قوت کے ساتھ جم جاؤ۔ دین کی یہ شناخت تمہارے ضیاع کا سبب نہیں بلکہ یہی تمہاری حفاظت کرنے والی ہے۔ اپنے دین کو چھپاؤ نہیں بلکہ اور زیادہ دین دار بن کر ابھرو، اور استقامت کا پیکر بنو۔ لوگوں سے نہ گھبراؤ، لوگوں کے ظلم و ستم اور زیادتیوں سے خدا تمہاری حفاظت فرمائے گا۔ اور جس کی حفاظت کا وعدہ اللہ کرے اس کا کوئی بال بیکا نہیں کر سکتا، بشرطیکہ وہ دین پر جم جائے اور اللہ نے دین پر عمل کرنے اور دین پہنچانے کا جو فریضہ اس پر عائد کیا ہے، وہ سرگرمی سے اس کام میں لگا رہے۔ اللہ کا ارشاد ہے:

يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ وَاللَّهُ

يُعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ (المائدہ: ۵: ۶۷) اے محمد! آپ کے رب نے جو پیغام آپ

کی طرف نازل کیا ہے اسے پہنچانے میں لگے رہیے۔ اگر آپ نے یہ کام نہ کیا تو

آپ نے رسالت کا حق ادا نہیں کیا۔ رہے [یہ مخالف] لوگ تو اللہ ان سے آپ کی حفاظت فرمائے گا (ان کی پروا نہ کیجیے)۔

رسول خاتم النبیینؐ کے نمائندے کی حیثیت سے یہ آیت امت سے مخاطب ہے کہ اے رسولؐ کے نمائندو! جس دین کے تم حامل ہو، اس کو پہنچاتے رہو جہاں بھی تم رہو۔ اگر تم نے یہ کام نہ کیا اور اپنی نمائندگی کا حق ادا نہ کیا، تو تم نمائندگی میں کھوٹے ثابت ہو گے۔ ہاں، اگر تم حکمت کے ساتھ یہ پیغام پہنچاتے رہے اور خود بھی اس پر جھے رہے تو لوگوں سے تم کوئی خطرہ محسوس نہ کرو۔ اللہ ان سے تمہاری حفاظت کا خود سامان کرے گا۔ تم اللہ کے کام میں لگے رہو اور وہ تمہاری حفاظت نہ کرے، یہ ممکن نہیں۔ اللہ اپنے دین کی نصرت میں لگے رہنے والوں کو ہرگز ضائع نہیں کرتا۔ دنیا میں انہی کی یادیں رہ جاتی ہیں اور انہی کے کارنامے لوگوں کو راہ دکھاتے ہیں جو سنگین سے سنگین حالات میں بھی دین حق پر جھے رہتے ہیں۔ صبر و استقامت دکھاتے ہیں، اور اللہ کے دین کی نمائندگی اور ترجمانی کرتے رہتے ہیں۔ دوسری طرف جو لوگ حالات سے مرعوب ہو کر اور انسانوں سے خوف کھا کر کتمان حق کرتے ہیں، اور خدا نے جس مشن پر انہیں لگایا تھا اسے چھوڑ کر بیٹھ جاتے ہیں، نہ اللہ کے رجسٹر میں ان کا کوئی ذکر رہتا ہے، نہ تاریخ کے اوراق میں ان کا کہیں تذکرہ ہوتا ہے، ذکر صرف ان کا ہوتا ہے جو صبر و استقامت کا پیکر ہوتے ہیں۔ اور جہاں رہتے ہیں اپنے دین کی شناخت کے ساتھ رہ کر اپنے دین کی سفارت اور نمائندگی کا حق ادا کرتے ہیں۔

۳- إِنَّ الْأَرْضَ لِلَّهِ يُورِثُهَا مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ— (الاعراف: ۷: ۱۲۸) ”یہ زمین

اللہ کی ہے، وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے اس کا وارث بنا دیتا ہے۔“ تیسری بات حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے خطاب میں یہ فرمائی کہ یہ زمین اللہ کی ہے، وہ جس کو چاہتا ہے اس کا وارث بنا دیتا ہے۔ (کچھ مدت کے لیے) اگر تم یہ دیکھ رہے ہو کہ آج اللہ نے کسی خاص قوم کو اس پر اقتدار دے رکھا ہے تو وہ اس کے مالک ہرگز نہیں۔ یہ نہ سمجھو کہ وہی اس کے مالک ہو گئے ہیں اور ان کا یہ اقتدار اس پر دائمی ہے، بلکہ اللہ اپنی حکمت اور مشیت کے تحت کچھ مدت کے لیے کسی کو اس کا وارث بنا دیتا ہے جب تک وہ اس وراثت کا حق ادا کریں۔ اور

اگر وہ ظلم و سفاکیت پر اتر آتے ہیں اور اپنی خدائی کے زعم میں جیٹا ہو کر خدا کے بندوں پر ظلم کرنے لگتے ہیں تو اللہ بہت جلد انہیں بے دخل کر دیتا ہے اور کسی دوسری قوم کو ان کی جگہ لے آتا ہے۔ یہ جاٹینی اور اقتدار دائمی نہیں ہوتا۔ زمین کا اصل وارث و مالک اللہ تعالیٰ ہے۔

بیرون ملک آکر بسنے والے مسلمانو! تم جس ملک میں آکر رہے ہو، یہ اللہ کا ہے۔ اللہ ہی اس کا مالک ہے۔ یہاں اگنے والے غلے اور پھل بھی اللہ اگا تا ہے۔ یہاں برسنے والا پانی بھی اللہ ہی برساتا ہے۔ زمین بھی اللہ کی ہے، یہ آسمان بھی اللہ کا ہے اور یہاں کے وسائل و ذرائع اور روئے زمین پر پھیلی ہوئی بے پناہ نعمتیں بھی سب اللہ کی ہیں۔ سب کچھ اسی نے پیدا کیا ہے اور سب کچھ اسی کا ہے، تمہیں بھی ان نعمتوں سے مستفیض ہونے کے لیے اللہ ہی یہاں لایا ہے۔ تم آئے نہیں ہو، لائے گئے ہو، اور اس منصوبے کے تحت لائے گئے ہو کہ یہ خطہ زمین بھی تمہارے ذریعے اللہ کے دین اور رسول اللہ کے کلمے سے آشنا اور منور ہو۔ دراصل تمہیں یہاں لا کر اللہ یہ دیکھنا چاہتا ہے کہ تم اپنے دین کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہو، اور یہاں کے باشندوں کے ساتھ کیا عمل کرتے ہو۔ فَيَنْظُرُ كَيْفَ تَعْمَلُونَ — پس وہ دیکھ رہا ہے کہ تم کیا عمل کرتے ہو۔

۴۔ حضرت موسیٰ کے خطاب کی آخری بات نہایت ہی چشم کشا اور انقلابی فکر دینے والی ہے:

وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ — (الاعراف: ۱۲۸) اور انجام کار متقین کے لیے ہے۔

گویا انجام کی کامیابی ان لوگوں کے لیے ہے جو اللہ سے ڈرتے ہوئے زندگی گزارتے رہے ہیں۔ یہ تو ایک روشن حقیقت ہے کہ دنیا کی یہ زندگی ایک دن ختم ہو جائے گی اور تمام انسانوں کی ایک ابدی زندگی ہے، وہاں کچھ لوگ کامیاب ہوں گے اور کچھ لوگ ناکام۔ کچھ چہرے روشن ہوں گے اور کچھ سیاہ۔ کچھ لوگ اپنی کامیابیوں پر خوشیاں منا رہے ہوں گے اور کچھ لوگ اپنی ناکامی پر آہ و فغان کر رہے ہوں گے۔

اس کامیابی کا تعلق اس سے نہ ہوگا کہ کون دنیا میں اقتدار میں رہا اور انسانوں پر حکومت کرتا رہا۔ اور کون مظلوم اور محکوم رہا اور دوسروں کی غلامی میں زندگی گزارتا رہا۔ کون دولت کی ریل چیل میں رہا اور کون نان شہینہ کا محتاج رہا۔ کون دنیا کی نعمتوں میں داد عیش دیتا رہا اور کون دانے دانے کو ترستا رہا، کس قوم کو حکمرانی کے تخت پر بٹھایا گیا اور کون سی قوم محکومی کی ذلت میں



ری۔ یہ سب تو دنیا میں امتحان کے ذریعے اور پرچے تھے۔ کامیابی اور خوش نصیبی تو اس کے حصے میں آئے گی جو دی ہوئی آزمائش اور دی ہوئی حیثیت میں خدا کی مرضی کے مطابق اللہ سے ڈرتے ہوئے اپنا اچھا رول ادا کرتا رہا۔ اور اس حالت میں اللہ کے حضور پہنچا کہ اس نے تقویٰ کی زندگی گزاری۔ اور خدا کی مرضی کے مطابق زندگی گزارتے ہوئے قلبِ منیب کے ساتھ خدا کے حضور میں حاضر ہوا۔

خدا کے نبی صادق حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خطاب کی یہ چار ہدایتیں بڑی ہی قیمتی ہیں۔ ان کو بار بار پڑھیے، انہیں حرز جاں بنائیے اور ان کی روشنی میں اپنی زندگی کا لائحہ عمل طے کیجیے۔ یہ ہدایتیں ایک بہت ہی پس ماندہ، خستہ حال اور برسوں سے پامال کی جانے والی ملت کے سامنے رکھی گئی تھیں اور پھر موسیٰ علیہ السلام کی قیادت میں اللہ نے اسے دنیوی عروج بھی بخشا۔ ہمارا حال اگرچہ آج نہایت پست ہے مگر ایسا عبرت ناک بھی نہیں ہے۔ آج بھی ہمارے پاس ۵۷ سے زیادہ آزاد مملکتیں ہیں۔ ہمارے نوجوانوں میں دینی بیداری پیدا ہو رہی ہے۔ ہماری خواتین بیدار ہو رہی ہیں۔ ہماری امت پھر قرآن کی طرف متوجہ ہو رہی ہے اور اللہ کے رسولؐ نے ہمیں دل کو تقویت دینے والی یہ ہدایت دی ہے:

إِنَّ اللَّهَ يَرْفَعُ بِهَذَا الْكِتَابِ أَقْوَامًا وَيَخَسِّعُ بِهِ الْآخَرِينَ ”اللہ تعالیٰ اس کتاب کے ذریعے کچھ قوموں کو اونچا اٹھاتا ہے اور کچھ دوسری قوموں کو پست کرتا ہے“۔

اسی کتاب نے ہمارے اسلاف کو اٹھایا تھا اور یہی کتاب آج پھر ہمیں اٹھائے گی۔ ضرورت اس کی ہے کہ ہم جس خطہ زمین میں بھی رہیں وہاں اس کی تعلیمات کو عام کرنے میں لگ جائیں اور گھر گھر اللہ کی اس امانت کو پہنچانے کی سعی کریں۔ اپنی شخصیت کی تعمیر اور تکمیل اسی کی روشنی میں کریں۔ اپنے گھر کو اسی کی تعلیمات سے آراستہ اور منور کریں اور انسانوں تک ان کی یہ امانت پوری دیانت کے ساتھ پہنچانے کا حق ادا کریں، اور اپنے اس مقام کو پہچانیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنی نوازش خاص سے اس کام کے لیے منتخب کیا ہے۔ ہم اس انتخاب کی لاج رکھیں، اس کا حق ادا کریں، اور اللہ کو ہم سے جو توقعات ہیں ہم ہر حال میں ان کو پورا کرنے کی پوری پوری کوشش کریں۔ (اسلامک فورم فار آسٹریلیا مسلمز (IFAM) آسٹریلیا کے دورے کے موقع پر خطاب،